دار الامان کی خبریں

حضرت امام المسلمین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت اچھی ہے ۔ البتہ ۱۵ ر تاریخ کو حرارت ہوگئی تھی ۔

درس قرآن مجید عالم حقایق آگاہ مولانا سرور شاہ دیتے ہیں ؛ متعنا اللہ بافاداتہم ۔

مخدوم و محسن جناب خان محمد علی خاں صاحب مع اہل بیت مالیر کوٹلہ سے ۱۶ تاریخ بخیر و عافیت تشریف لائے

گذشتہ دو روز جھکڑ چلتا رہا ۔ اور رات کو اچھی بارش ہوگئی ۔ جیسا کہ پچھلے ہفتے کے پرچے میں اطلاع دی گئی تھی ۔ آریوں سے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں مباحثات ہوئے ؛

پہلے روز مسئلہ تناسخ پر حافظ روشن علی صاحب ہماری طرف سے مناظر تھے ۔ حافظ مکرم کوہ گراں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے ۔ اور آریہ مناظر اعتراضوں کے بوجھ کے نیچے ایسا دبا کہ اخیر تک سر اونچا نہ کر سکا

دوسرے روز پہلے "کیا وید الہامی ہے" اس مضمون پر بدھ دیو جی آریوں کی طرف سے مناظر بنے ۔ ادھر سے جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب فاضل مصری ۔ چونکہ آریہ مناظر نے وید کی تعلیم کو وید کی صداقت میں پیش کیا تھا ۔ اس لئے شیخ صاحب نے وید کی عجیب و غریب تعلیم کو مسلمہ کتب سے پیش کیا ۔ بعض منتر ایسے تھے ۔ کہ ان کا ترجمہ حاضرین کو کھول کر سنایا نہیں جا سکتا تھا ۔ بدھ دیو جی چونکہ گورو کل کے تعلیم یافتہ تھے ۔ ہمیں توقع تھی کہ وہ ان سوالوں کی نسبت کچھ تاویلیں کریں گے ۔ مگر وہ بالکل رہ گئے ۔ اور کچھ بھی جواب نہ دے سکے ۔ نہ اپنی پوزیشن صاف کرنے کا یارا ہوا ؛

(انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر کے چھپا)

مہاتما گاندھی اور سوراج

شروع ستمبر ۱۹۲۰ء کو جب کلکتہ میں کانگریس منعقد ہوئی تھی - تو اپنا خاص ترک موالات کا ریزولیوشن پاس کرانے کے لئے ہر طرح سے کوشش کی - اور آپ کے شاگردوں نے مشکوک اور قابل الزام وسائل سے کام لے کر اسے پاس کرا ہی دیا ❊

ریزولیوشن کے حق میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا - اگر آپ لوگ پورے طور پر ترک تعلقات کریں تو ایک سال میں سوراج مل جائے گا - لوگ خوش ہو گئے - کہ مہاتما جی کسی کرامات سے انگریزوں کو نکال کر سودیشی حکومت قایم کردیں گے - پھر جو جی میں آئے گا کریں گے - انگریزوں کے تحت گیرانہ قوانین سے نجات ملے گی - تقریر اور تحریر میں جیسا جی میں آئے گا - کریں گے ❊

جب سال رواں کا آغاز ہوا - تو سب سے پہلے تعلیم یافتہ گروہ کی ناک طلباء اور وکلاء سے چاہا گیا کہ وہ تعلیم گاہوں اور عدالتوں سے دور بھاگ جائیں اور سوراج میں مساعی ہوں - لاہور میں لالہ لاجپت رائے کلکتہ میں مسٹر ار داس بیرسٹر - ناگپور کے پاس کردہ جامع ریزولیوشن دوبارہ ترک موالات پر عمل پیرا ہوئے اور تعلیمی حلقوں میں بھونچال سا پیدا ہو گیا - علی گڑھ میں براد ز علی بنارس اور دیگر مقامات میں اوروں نے اپنا فرض مقدس ادا کرنے کی کوشش کی - دو ماہ کے بعد یہ جوش دھیما پڑ گیا - اور تعلیم گاہوں کے سمے بلا ٹل گئی - ظاہر ہوا کہ تعلیم یافتہ جماعت جھٹ پٹ سوراج حاصل کرنے کے خواہاں نہیں ہیں - قرب مدراس میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی میں مہاتما جی نے یہ تجویز پیش کی - کہ ۳۰ جون سے پہلے پہلے ایک کروڑ روپیہ ایک کروڑ ممبران کانگریس اور بیس لاکھ چرخے بہم پہونچا لو - تو حصول سوراج میں نہایت آسانی پیدا ہو جائیگی اور یہ بھی ظاہر ہوا - کہ ان تینوں کی بہم رسانی سوراج کی صلاحیت ثابت ہو گی ❊

جولائی کے شروع میں ایک کروڑ روپیہ بہم پہنچنے کا اعلان ہوا - مگر ممبروں اور چرخوں کی بابت سکوت اختیار کیا گیا - ہمیں روپے کی بابت شک تھا - کہ اہل ہند تین مہینوں میں ایک کروڑ روپیہ کس طرح بہم پہنچا سکتے ہیں - علی گڑھ یونیورسٹی کے کارکنوں کو برسوں کی جد و جہد اور شریف گداگری کے بعد نصف کروڑ روپیہ بھی میسر نہ آیا تھا - اور ہندو یونیورسٹی کے لئے پنڈت مدن موہن مالوی جی عرصہ تک سارے ملک میں ڈیپوٹیشن لے کر گھومتے رہے - مگر ایک کروڑ روپیہ بہم نہ پہنچ سکا گاندھی جی کے نام میں کیا اعجاز ہے - کہ تین مہینوں میں ایک کروڑ روپیہ ہاتھ آ جائے گا - ہمیں یہ اندیشہ پیدا ہوا تھا - کہ جیسے کلکتہ کی کانگریس میں تارکین موالات نے نان کواپریشن کے حق میں بڑی سے ڈیلیگیٹوں کا جھکمہ دے کر ووٹ حاصل کئے تھے - کچھ اسی قسم کا مکر ایک کروڑ روپیہ کی بابت مختلف صوبوں کے تارکان موالات نے بھی کیا ہو گا - اب ظاہر ہوا ہے - کہ مسٹر سی آر داس نے بنگال کی طرف سے پچیس لاکھ روپیہ بہم پونچانے کا وعدہ کیا تھا - جیسے پنجاب کی طرف سے لالہ لاجپت رائے نے نو لاکھ دینے کا اعلان کیا تھا مگر رقم کبھی وصول نہ ہوئی -

مہاتما جی کہتے ہیں وعدہ کیا گیا گویا روپیہ ہاتھ آگیا - مسلم یونیورسٹی اور پنڈت مدن موہن لال جی کو لوگوں نے لاکھوں روپے دینے کے وعدے کئے تھے مگر ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوا - (سلسلہ کے لیے دیکھو صفحہ ۱۲ کا

الحکم

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دارالامان - ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء

سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور ہمارا فرض

بہ مفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

نمبر (۱)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات کا مجھ کو ہمیشہ احساس رہا ہے۔ اور میں نے بلاخوف لومۃ لائم جماعت کے سامنے اپنے خیالات اور راؤں کو پیش کرنے میں کبھی مضایقہ نہیں کیا۔ پچھلے دنوں سلسلہ کی مالی حالت کے متعلق ایک ذمہ وار افسر کی ایک تحریر کی اشاعت پر بانیاں مسجد ضرار نے بہت شور مچایا۔ اور میں نے دیکھا کہ ہمارے بعض دوستوں کو بھی ناگوار گذرا۔ میری رائے میں دشمن کی خوشی ہمارے لئے کبھی کمرشکن اور حوصلہ کو پست کرنے والی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اگر ہم دشمنوں کے اعتراضات کے خوف سے ایک بات جو عنداللہ حرام نہیں۔ سنت انبیاء کے خلاف نہیں۔ چھپاتے ہیں تو ہماری کمزوری ہے۔ سلسلہ کی بڑھتی ہوئی مالی ضرورتوں پر اگر ہمارے خزانہ میں روپیہ کی کمی ہو۔ تو یہ کوئی تعجب اور افسوس کا مقام نہیں بلکہ ہماری ہمتوں اور مساعی میں ایک قوت اور تحریک پیدا کرنے کا موجب ہے۔ لیکن اس نادان کے لئے ضرور ماتم کا دن ہے۔ جو اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ سنن انبیاء سے ناواقف ہے*

اگر نبیوں کے سلسلے آغاز میں مالدار ہوتے۔ اور زمین کے خزانے ان کے قدموں پر پڑے ہوتے۔ تو قرآن مجید میں من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً کی آیات نہ ہوتیں۔ جن پر ہمارے مالی ضروریات پر اعتراض کرنے والوں کے اسلاف نے اعتراض کیا۔

بہرحال یہ کوئی عیب کوئی نقص اور کمزوری نہیں۔ کہ ہمارے خزانہ میں مالی مشکلات ہوں۔ بڑھنے والے سلسلہ کی روز افزوں ضروریات روپیہ جمع نہیں ہونے دیتیں۔ اور نہ روپیہ جمع کرنا سلسلہ عالیہ کا مقصد ہے

اس لئے میں اس سلسلہ مضامین میں ان یاوہ گو معترضین کی پرواہ نہیں کرونگا۔ کیونکہ مجھ کو جماعت کے سلسلہ کی موجودہ بڑھتی ہوئی ضروریات اس کے بیت المال کی موجودہ حالت سے واقف کرنا ہے۔ اور جب تک معاملات کو کھول کر نہ بتایا جائے۔ ضروریات کا صحیح احساس نہیں ہو سکتا*

دوسری بات جو میں پیش کروں گا وہ سلسلہ کے موجودہ اخراجات پر ایک تنقیدی نظر ہو گی۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ بعض باتیں میرے دوستوں کو بھی ناگوار ہوں۔ لیکن مجھ کو کامل یقین ہے۔ کہ وہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش صحیح کریں گے*

اس امر کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ جو لوگ کسی کام کے ذمہ وار عہدہ دار ہوتے ہیں۔ ان کے کاموں پر نکتہ چینی بہت آسان ہوتی ہے۔ لیکن جب وہی کام ہمارے سپرد کیا جاوے۔ تو ممکن ہے۔ ہم خود بھی انہیں نکتہ چینوں کا نشانہ ہوں۔ پس میں قبل از وقت بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میری غرض قطعاً کسی عہدہ دار یا ذمہ وار افسر کے کام پر نکتہ چینی نہیں۔ بلکہ اس کو آرگنیزیشن کی عزت و احترام کے اصول کے خلاف سمجھتا ہوں۔ جو کچھ لکھوں گا۔ اصولی طور پر ہو گا*

کہا جا سکتا ہے۔ کہ کیوں اس قسم کی تحریریں
ان لوگوں کے ہی سامنے پیش نہ ہوں۔ جن کے لئے
وہ لکھی جاتی ہیں۔ مگر میرا جواب بالکل صاف ہے۔ کہ
ہمیں قوم کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش نہیں کرنی
چاہیئے۔ اور جس بات کا اثر بالآخر جماعت پر پڑتا ہے
ضروری ہے۔ کہ جماعت اس سے واقف اور آگاہ ہو۔ اس
طریق پر سلسلہ کے دوسرے دردمند مدبرین کو بھی
تصحیح خیالات کا موقعہ ملتا ہے؛

پس میرا یہ سلسلہ مضامین جماعت کے فائدہ
اور اضافۂ معلومات کے لئے ہے۔ اور اسی غرض سے
اس کو پڑھنا چاہیئے مجھے بالکل اعتراف ہے۔ کہ ہو
سکتا ہے۔ میری رائے میرے خیالات بہت کچھ
قابل اصلاح ہوں۔ اس لئے ہر دردمند احمدی کا
فرض ہے۔ کہ وہ ان مسئلہ میں اسی نقطۂ خیال سے
لکھے۔ اور غلطیوں کی اصلاح کرے؛

ان تمہیدی جملوں کے بعد اب میں اصل مطلب
کی طرف آتا ہوں۔ یہ امر اب مخفی نہیں رہا۔ کہ سلسلہ
کی روز افزوں ضروریات نے سلسلہ کے کاموں کے
ذمہ وار عہدہ داروں کو مالی تفکرات اور مشکلات
میں ڈال رکھا ہے۔ اور بظاہر وہ شخص (جس کی خدا
پر نظر نہ ہو۔ اور جو اپنی ہی تدبیروں پر بھروسہ کرنے
والا مادہ پرست ہو) ان حالات میں اندیشہ کرے گا۔
کہ سلسلہ کے کاموں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جاوے۔
لیکن ہم میں سے ہر ایک خدا تعالےٰ کے فضل اور
تائید پر روز روشن کی طرح ایمان رکھتا ہے۔ اور
ہم جانتے ہیں۔ کہ یہی وہ وقت ہے۔ جو خدا تعالیٰ
کی نصرت کا ظہور ہوگا؛

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے
بلاواسطہ سنا۔ اور بارہا سنا۔ اور بہتوں نے سنا کہ آپ
فرمایا کرتے ہیں؛

"میں اس دن بہت ہی خوش ہوتا ہوں
جب صندوقچہ میں کوئی روپیہ نہیں ہوتا۔
کیونکہ مجھے یقین ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ
کی نصرت کے مشاہدہ کرنے کا یہ موقعہ ہے"

پس یہ تو فیصلہ شدہ اور یقینی امر ہے۔ کہ سلسلہ کے کاموں
کو خدا کے فضل سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور
خدا کی تائید اور نصرت ضرور آئیگی۔ البتہ اس بات کا
غم ہے۔ کہ خدا نہ کرے۔ کہ اس تائید اور نصرت کی
مظہر کوئی اور قوم ہو۔ اور ہم اس توفیق سے محروم
ہو جائیں۔ اس لئے ہمارے تمام تر سعی اور توجہ اور
ہر قسم کی جدوجہد اس امر کے لئے ہے۔ کہ اس ربانی
نصرت کے

مظہر حقیقی ہم ہی ہوں

یہ یقین اور شعور کہ خدا کی نصرت آئے گی۔ یہ بصیرت
اور معرفت خدائی سلسلہ کے کام رک نہیں سکتے۔ ہمارے
قدم کو سست نہ کر دے۔ بلکہ اس کے لئے قوت افزا
اور ہمت نما ہونی چاہیئے؛

خدائی تائید پر ایمان مومن کو عمل سے غافل اور
بے پروا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اس کے لئے قوت عمل کا
محرک ہوتا ہے۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بدر
میں خدا تعالےٰ کی نصرت پر ایمان نہ تھا۔ ایسا خیال
اور تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر باوجود اس ایمان
کامل کے آپ کس خشوع و خضوع سے دعائیں مانگ
رہے تھے۔ یہ ایک سبق اور ہدایت ہے۔ کہ جس قدر
مومن کا ایمان خدا کی عجوبہ فوق الفوق قدرتوں کے
عجائبات کے ظہور پر ہوتا ہے۔ اسی قدر خدا تعالےٰ
کی نصرت اور فضل کو جذب کے لئے وہ سعی و تدبیر
کو اختیار کرتا ہے؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ تو تدبیر کرنے والوں کی قسم کھاتا ہے۔ والمدبرات امرا۔ تو خدا کی نصرت اور تائید بجائے خود ایک چیز ہے۔ اور ہمارا فرض اور عمل ایک جدا چیز۔ اس لئے سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور خزانہ کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اسی مقصد کو میں مبرہن کرنا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کے لئے میں اپنے مضمون کو دو حصوں پر تقسیم کروں گا ایک وہ حصہ ہو گا جو عہدہ داروں اور افسروں کے متعلق ہے۔ دوسرا وہ جو جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

میں پہلے اسی حصہ پر بحث کروں گا۔ جو جماعت سے متعلق ہے۔ اس لئے کہ افسروں اور عہدہ داروں کو جو مشورہ ان کے طرز عمل میں اصلاح و ترمیم کا دیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے بہت اعداد و شمار سے کام لینا پڑے گا۔ علاوہ بریں اس وقت سلسلہ کی مالی مشکلات جن کو زیادہ واضح الفاظ میں سلسلہ کی ضروریات کہا جا سکتا ہے۔ جماعت کی فوری توجہ چاہتی ہیں۔

ناظر بیت المال کے ان خطوط اور تحریکوں سے جو حال میں اونہوں نے جماعت کے اکثر افراد کے پاس بھیجی ہیں۔ پایا جاتا ہے۔ کہ اس مہینے کے آخر تک کم از کم ساٹھ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر ساٹھ ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے۔ تو نظر بہ اسباب ظاہری اندیشہ ہے۔ کہ سلسلہ کے بڑھتے ہوئے کام اپنی جگہ پر رک جائیں اس لئے جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس مطالبہ کو پورا کرے۔ اور جب تک ہر شخص یہ نہ سمجھ لے۔ کہ یہ ساری رقم اس کو ہی پوری کرنی ہے کام نہیں ہو سکتا۔ یہ سچ ہے۔ کہ ایک شخص کا یہ کام نہیں۔ لیکن اگر یہ جذبہ ہم میں پیدا ہو جاوے۔ تو ہم بہت کچھ خدا کے فضل سے کر گذریں گے۔

میں کارکن بزرگوں سے اس وقت اتنا ہی کہونگا کہ وہ ایسے وقت تحریک کرتے ہیں۔ جب بالکل مشکلات انتہائی درجہ کو پونہچ جاتی ہیں۔ اور دفع الوقتی سے بہت کام لیتے ہیں۔ خدا کے لئے وہ اس عادت کو چھوڑ دیں۔ جماعت کو صحیح حالات سے ہر وقت باخبر رکھنا انہیں کا فرض ہے۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک کیا ہو گی۔ کہ سالانہ رپورٹ ۱۹۳۰ء کی بابت اس وقت تک بھی شایع نہیں ہوئی (ممکن ہے اشاعت مضمون ہذا تک شایع ہو جاوے) پھر ماہانہ نقشہ آمد و خرچ کے بھی باوجود بڑے سٹاف کے شائع نہیں ہوتے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو ابھی تک مئی ۱۹۳۱ء تک کی آمد و خرچ کے نقشے شایع ہوئے ہیں۔ حالانکہ مالی سال ختم ہو گیا ہے۔

انجمن کے ریزولیوشن میں بارہا یہ سوال آیا ہے اور محاسب صاحب کی حسب خواہش ان کو موقعہ اور فرصت دی جاتی رہی ہے۔ لیکن جب کبھی غفلت ہوتی ہے۔ تو صدر انجمن کوئی باقاعدہ انتظام اس امر کا نہیں کرتی۔ ان نقشہ جات سے جماعت کو سلسلہ کی حالت کا اندازہ ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ بھی افسوس ہے۔ کہ ان نقشہ جات کو ہرگز مفید اور موثر بنانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔

اس جملہ معترضہ سے میں الگ ہو کر بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جو گوشوارہ اگست ۱۹۳۱ء کے ریویو میں شایع کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یکم جون ۱۹۳۱ء کو لنگر خانہ ۵ - ۱۴ - ۲۷۶۶۱ کا مقروض تھا۔ اور مدرسہ احمدیہ قریباً دو ہزار کا۔ اور صیغہ تعمیر قریباً پانچ ہزار کا۔ اسی طرح پر دوسرے صیغے بھی مقروض تھے۔ اور یہ سارا قرضہ پچاس ہزار سے اوپر تھا۔ لنگر خانہ آج ہی مقروض نہیں ہوا۔ وہ کئی سالوں

(39)

سے مقروض چلا آتا ہے ۔ اور ہمارے لئے یہ نہایت شرم اور افسوس کا مقام ہے ۔ کہ آج تک ہم اس کو قرضہ کے بوجھ سے نہیں نکال سکے ؛

گورنمنٹ کو جب ضرورت ہوتی ہے ۔ تو ملکی ضروریات کے لئے نئے ٹیکس لگا دیتی ہے ۔ اور بعض مدات آمدنی میں تھوڑے سے اضافہ سے کروڑوں روپیہ بنا لیتی ہے جیسا کہ اس سال کے بجٹ میں ڈاک خانہ کے محصول میں خفیف سے اضافہ سے کس قدر آمدنی بڑھائی گئی پھر ملکی ضروریات کے لئے قرضہ بھی لیتی ہے ۔ کیا ہم سلسلہ کی ضروریات کے لئے کوئی قربانی نہیں کرسکتے سردست انجمن کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور موجودہ مشکلات کے لئے ایک قومی قرضہ لینا چاہئے ۔ اور جماعت کے وہ افراد جو اس طرح پر انجمن کی مدد کرسکتے ہیں ہرگز تساہل نہ کریں ۔ اگر سلسلہ میں اسوقت بیس آدمی ہمت کریں ۔ تو وہ کم از کم پانچ پانچ ہزار کا قرضہ انجمن کو دے کر یہ ایک لاکھ کی رقم پوری کردیں ۔ تاکہ جب تک انجمن چندوں اور عطیوں کے ذریعہ سے یہ رقم پوری کرے ۔ سلسلہ کے کاموں میں حرج واقعہ نہ ہو ۔ ہماری جماعت کو اس وقت دکھا دینا چاہیئے ۔ کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور خدا کے فضل سے آمادہ ہیں ؛

ایڈیٹر الحکم اس تحریک کو محض لفظوں تک محدود رکھنا نہیں چاہتا ۔ میں نے ناظر بیت المال سے ایک ہزار کی تحریک میں اپنی شمولیت کا اقرار کر لیا ہے ۔ سال گذشتہ بھی یہ تحریک کی گئی تھی ۔ اور مجھے سخت افسوس ہے ۔ کہ انجمن کے کارپردازوں نے سخت غفلت سے کام لیا ہے ۔ اور اس تحریک کو جاری نہ رکھا ۔ ورنہ وہ اس حال اس تحریک کی ضرورت نہ پاتے ۔ بہرحال وہ تو گذر گیا ۔ اب ہم کو پچھلی غفلتوں کی تلافی کرنے کے لئے طیار ہونا چاہیئے ۔ اگر بیس آدمی ہمت کریں ۔ تو انجمن کی ضروریات ایک دن میں پوری ہوسکتی ہیں ۔ اس قرض سے بہ یک کرشمہ دو کار کی بات ہوگی ۔ ثواب کا ثواب ہے ۔ اور روپیہ کا روپیہ محفوظ ہو جائے گا ۔ اگر یہ تحریک باضابطہ انجمن نے پاس کردی ۔ اور اپنے ریزولیوشن کے ذریعے ایک لاکھ کا قرضہ جماعت سے لینا منظور کر لیا ۔ تو ایڈیٹر الحکم ان بیس آدمیوں میں سے خدا کے فضل سے ایک ہوگا ۔ اور وہ پانچہزار کا قرضہ انجمن کو دینے کی خدا کے فضل سے توفیق پا سکے گا ۔ بہرحال اسوقت جماعت کا فرض ہے ۔ کہ وہ کسی نہ کسی طرح یہ ایک لاکھ پورا کردے ؛

نظم

حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی

چلوں کیوں ٹیڑھے رستے پر میں سیدھی راہ کے ہوتے
بنوں کیوں وید کا پیرو کلام اللہ کے ہوتے

ہلاکت میں پھنسانے کے لئے کافی ہے نفس اپنا
ضرورت کچھ نہیں شیطان کی اس گمراہ کے ہوتے

بلا تیغ و تبر بھی ہم تجھے مجروح کر دیں گے
نہیں مظلوم کو تیروں کی حاجت آہ کے ہوتے

خدا کو چھوڑ کر پوجا کریں کیوں غیر کی حافظ
بتوں کے کس لئے بندے بنیں اللہ کے ہوتے

ایک احمدی خاتون کی وفات

مرحومہ اہلیہ مولوی محمد علی صاحب بد وملہی کے حالات ان کی بیٹی مسعودہ بیگم نے لکھ کر دیئے ہیں - جو شایع کئے جاتے ہیں - تا سلسلہ کی دوسری خواتین فائدہ اٹھا سکیں - (ایڈیٹر)

۱ - مرحومہ والدہ کا نام حسین بی بی تھا - وہ ایک معزز حکیم کی بیٹی اور خواندہ خاتون تھی - دینداری کا شوق بچپن سے دل میں بھرا ہوا تھا - اپنے گاؤں میں مستورات کے اندر خاص وجاہت رکھتی تھیں - اس لئے بد رسومات کے چھڑوانے اور دینداری کا مذاق پیدا کروانے میں کامیاب ہوئیں - یہاں تک بعض ہندو مستورات کو مردوں پر واویلا اور رونا پیٹنا کم کرا دیا تھا -

(۲) حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں حاضر رہنا اور خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے حضور بہت وقت گذارنا ان کیلئے ایسا تھا - جیسا مچھلی پانی میں - قرآن شریف - حضرت مسیح موعودؑ - حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ و ثانی حضرت ام المومنین کی عاشق زار تھیں -

(۳) عشا کے بعد معاً سو جانا اور پچھلی رات کو بالضرور اٹھ کر تہجد اداء کرنا - ۱۳ - ۱۴ سالہ عمر سے شروع کیا - اور آخری دم تک بدستور رکھا - رات کو کروٹ بدلتی - تو استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی کی آواز خود بخود منہ سے نکلتی - ہم بال بچوں کا خیال ہوتا - کہ والدہ صاحبہ جاگتی ہیں - مگر وہ سوئے ہوتے - ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ ماہ رمضان میں بمقام بد وملہی میرے بڑے بھائی صاحب کسی دوست سے سحری کے جاگنے کیلئے احتیاطاً الارم والی گھڑی لے آئے - چار پانچ دن جب دیکھا کہ والدہ صاحبہ اپنے وقت پر اٹھنے سے ایک دومنٹ بھی آگے دیکھے نہیں ہوتے - تو گھڑی واپس کر آئے - کہ گھڑی کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں -

۴ - میرے بھائی ظفر اسلام صاحب گودی میں بیمار ہو گئے - والدہ صاحبہ ان کو شفا خانہ نارووال میں لے گئیں - مشن کے پاس پہلے جو عورت پیش ہوئی - اس کے بچے کا نام محمد دین تھا - پھر جب ان باری آئی - تو انہوں نے اپنے فرزند کا نام ظفر اسلام بتلایا - اس پر مس نے کہا - کہ محمد اور اسلام نے ہی تو تم کو ڈبویا ہے یہ اسی وقت اپنے بچے کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی - اور غصے اور زور سے کہا - محمد اور اسلام نے تو ہمیں تارا ہے میں تجھ سے علاج نہیں کراؤنگی - میرا وہ مولا جس نے محمد کو رسول کر کے اور اسلام دے کر بھیجا ہے - وہ میرے بچے کو خود تندرستی بخشے گا - مس دجل کرنے لگ گئی - کہ نہیں نہیں میں بچے کا علاج کروں گی - مگر والدہ نے کچھ پرواہ نہ کی - اور اپنے بچے کو بغیر علاج کروانے کے واپس لے آئی - مولا نے صحت بھی بخش دی ؎

۵ - نیکوں کی ملاقات کا بہت شوق تھا - ارد گرد کے گاؤں میں جا کر دین کی باتیں کر کے مستورات میں تبلیغ کر کے تر و تازہ ہو آتیں - علاقہ سرگودھا میں تھیں - اخبار میں میری استانی صاحبہ ہمشیرہ سکینۃ النساء صاحبہ کا مضمون مطالعہ میں آیا - جھٹ ان کی خدمت میں لکھ دیا - کہ کس اسٹیشن پر سے اتر کر آپ کی ملاقات ہو سکتی ہے - اور اسٹیشن سے گو لیکے کتنے فاصلے پر ہے -

۶ - مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے بچپن میں کوئی بیجا کلمہ بول دیا - تو نہایت سکینت اور محبت سے جواب میں فرمایا - کہ ہم آپ کے غلام ہیں - جب مولوی صاحب مرحوم بڑے ہوئے - تو اماں جان قادیان میں تشریف لائیں تو مولوی صاحب میری اماں جان کے گلے لپٹ گئے

کہ گویا حقیقی ماں ہے ۔

۷ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کے آخری بیماری کے دنوں میں ہم سب سب بڑے بھائی جی کے پاس بمقام ٹبی شیر شاہ تھے ۔ اخباروں میں بیماری کا حال پڑھ کر ایک دن بھائی صاحب کے پاس رو رو بولی ۔ کہ بیٹا ! میرا باپ بیمار ہے ۔ مجھے سخت بیقراری نے گھیر لیا ہوا ہے ۔ خدا کے واسطے مجھے قادیان پہنچا اگر میں اپنے پیارے باپ کے آخری دیدار سے محروم رہ گئی ۔ تو ساری عمر ہاتھ ملتی رہ جاؤنگی ۔ میرے حال پر رحم کر ۔ میں تجھے بہت دعائیں دونگی ۔ آخر تین چار یوم ان کے رفع سے پہلے قادیان پونچ ہی گئیں ؛

۸ ۔ حضرت مسیح موعود کے رفع پر بھی اپنی والدہ یعنی میری نانی صاحبہ کو نیز اپنی بھانجی قابلہ معلمہ کو ساتھ لے آئی ۔ اور ان کو بیعت کرا کر واپس لے گئیں ؛

۹ ۔ ساری اولاد کو خود قرآن شریف پڑھایا ۔ تربیت کا یہ حال کہ میری بڑی بہن دو اڑھائی برس کی تھی ۔ میرا بڑا بھائی جلو سٹیشن پر بکنگ کلرک تھا ۔ اور برہمن سٹیشن ماسٹر سٹیشن ماسٹر کی والدہ میری بہن کو کپڑا بچھا دیتی اور نماز پڑھواتی ۔ اور یہ حالت دیکھکر غیر کو بھی مسرت ہوتی ۔ میں سب سے چھوٹی ہوں ۔ میری ناز برداری نوبت کرتی ۔ ہاں اگر کبھی میں تعلیم کی طرف کم رغبتی کروں ۔ یا نماز میں تنگ وقت کر دوں تو میری خوب خبر لیتیں ۔ بھائی صاحب کبھی نماز کے واسطے سویرے نہ اٹھتے تو فرمائیں ۔ کہ آج ان کو روٹی نہ دینا ۔ اپنے گاؤں میں جو نیک تھیں سب سہیلیاں مگر ان پر تبلیغ کا دور ہر وقت جاری رکھیں ؛

۱۰ ۔ خدا اور رسول کے احکام کی عزت سے ستھرا پن اور خوشبو کی بڑی پیاری ۔ جمعہ ہمارے گھر میں بالکل عید ہوتا ۔ جمعہ کے سوا بھی جب اللہ تعالےٰ نے نیا کپڑا عطا فرمایا ۔ یا دھویا ہوا پہنا ۔ تو نوافل ادا کرنے لگ جاتیں ؛

۱۱ ۔ بدوملہی ایک دفعہ ایک انگریز پادرن دیسی پادرن کو لے کر ہمارے گھر میں آگئی ۔ کیونکہ اس کو پتا ملا ۔ کہ یہ خواندہ عورت ہے ۔ آکر اس نے دو طرح سے گفتگو شروع کی ۔ اوّل یہ کہ تم کو ستر کی پابندی نے قید میں رکھا ہوا ہے ۔ دوسرا یہ کہ نجات عملوں سے نہیں ۔ جب تک یسوع مسیح کے خدا ہونے پر ایمان نہ لایا جاوے نجات نہیں ۔ اماں جان مرحومہ نے پہلی بات کی طرف تو پوری توجہ نہ فرمائی ۔ اور سرسری سا جواب دیا ۔ کہ اب یہ قید ہمیں پسند ہے ۔ ہم اس قید میں ہی رہنا چاہتی ہیں ۔ مگر دوسرے سوال پر کمال توجہ سے فرمایا ۔ کہ مجھے بہت حیرانی ہے ۔ کہ عورتیں خوب جانتی ہیں ۔ کہ ہمارے پیٹ کے اندر بچے کو ہمارے خون کی غذا پہنچتی ہے ۔ روتا ہوا باہر آتا ہے ۔ ہم بول و پاخانہ کرائیں ۔ ہم ہی اٹھاویں ہم ہی بٹھاویں ۔ تربیت کا سارا سامان ہمارے ہاتھ میں ہو ۔ وہی بچہ پھر خدا بن جاوے ۔ بہن ! کچھ ہوش کی باتیں کرو ۔ وہ نہایت حیران رہ گئی ۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی ۔ والدہ مرحومہ بتیرا کہیں اس کو بٹھاوے ۔ مگر وہ پلہ چھڑا گئی ۔

۱۲ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض گھوڑے سے گرنے کیوجہ سے بیماری کے دنوں میں گھر میں نماز با جماعت ادا فرمایا کرتے تھے ۔ میری والدہ مرحومہ میری بڑی بہن سعیدہ کو ساتھ لے کر پیچھے جماعت میں جا شامل ہوا کرتیں ۔ اور کہتی جب ہم برقعہ اوڑھ کر سٹیشنوں پر چلتی پھرتی ہیں ۔ بٹالہ سے قادیان پہنچ جاتی ہیں ۔ تو ہم پاک بندوں کے پیچھے نماز کیوں ادا نہیں کر سکتیں ۔ آخر خلیفۃ المسیح کو جب اس صورت کا علم ہوا ۔ تو احباب کو فرمایا ۔ کہ

عورتوں کے واسطے انتظام کرو جگہ بنادو - پس اللہ تعالےٰ نے نیک کام میں مدد فرمادی -

۱۳ - نماز باجماعت ادا کرنے کا بڑا شوق - اور عصر کی جماعت میں ضرور ضرور چھوٹی مسجد میں پہونچ جایا کرتیں اذان ہو جاوے - تو اباجی کو بار بار ہوشیار کرتے رہنا - کہ جاؤ کہیں جماعت نہ ہو جاوے ۔

۱۴ - بدو ملہی کے نواح میں جب تشریف لے جاتیں تو باوجودیکہ طبیعت میں نزاکت تھی - مگر غربا کے گھروں میں جہاں قرآن شریف کے سننے سنانے اور قادیان کے گیت گانے کا زیادہ موقعہ میسر آتا دکھائی دیوے - وہاں ہی ڈیرا جماتیں ۔

۱۵ - میرے اباجی موضع کالاشاہ کاکو میں مدرس تھے - یہاں کی مستورات بہت اچھی مشرک اور بیدینی اور بدرسومات کے مشتاق دیکھ کر مرحومہ اباجی کو کہا کرتیں - کہ جب تک مری لڑکی مری گود میں ہے - یعنی میرے ہی پاس کھیلتی رہنے کی عمر نہیں بچی میں یہاں ہوں - اس کے بعد میں یہاں سے چلی جاؤنگی تاکہ ان کے اثر کے نیچے مری لڑکی نہ آجاوے ۔

۱۶ - اگر کسی پر ناراضگی پیدا ہو گئی - اور شکایت کا موقعہ مل ہی گیا - تو عورتوں کی طرح شکایت پر بیٹھ نہ جایا کرتیں - صرف خلاصہ کے طور ایک دو باتیں کیں - اور کہا کہ جانے دو ہم اپنے فرشتوں کو کیوں بڑے شغل میں مصروف کریں - اتنا عرصہ کوئی خدا کی باتیں کیوں نہ کریں -

۱۷ - میرے بڑے بھائی کی شادی پر اس کے سسرال نے جو کچھ غیر احمدی ہیں - تاریخ مقرر کرنے کیلئے رسوم کے مطابق لاگی بھیج دیا - بہت گھبرائی - حتےٰ کہ اباجی کو رنج سے کہا - کہ میرا لڑکا خود ہی بیاہا جاوے گا - ہم کوئی جاہل نہیں - اباجی مجبور تھے کیونکہ مختار دادا جی تھے - مگر مرحومہ بہت ہی بے قرار بے حواس سی ہو گئی ۔

۱۸ - میں جب کسی بات پر خوش ہو کر آ ہا ہا ہا! کہہ لی - تو بہت ناراض ہو کر کہتی - آہا آہا ہا! کیا ہوتا ہے - سبحان اللہ سبحان اللہ کہو ۔

۱۹ - بیٹے کی خیریت کا خط آیا - جھٹ نفل ادا کرنے لگ گئی - اشراق اور ضحیٰ کو تہجد کی طرح بالالتزام رکھا خواہ بچے ہی گودی میں کس قدر چھوٹے ہوں - مگر آٹھوں نمازوں کو ادا کر ہی لیا کرتیں -

۲۰ - بچوں کو ایسا بول براز میں ہلا لیتی - کہ جب پاؤں پر بٹھائیں - بول براز کر لیتے - بچہ سو گیا - تو کپڑے صاف کر لئے - خواہ عشاء کے بعد کا وقت ہی ہو ۔

باقی پھر

حضرت مسیح موعود پر ایک اعتراض کا جواب

اعتراض - قابل تماشہ بات یہ ہے - کہ حضرت مسیح کو اس قدر گالیاں دے کر کشتی نوح صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں ۔ "اور مفسد و مفتری ہے - وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں - کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں - یسوع کے چار بھائی اور بہنیں تھیں - یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہن تھی - یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی - بھائیو! یہ کیسا حضرت مریم پر افتراء اور آیت لم یمسسنی بشر کا انکار ہے - باایں ہمہ قرآن شریف پر ایمان کا دعویٰ ہے - یہ فریب نہیں تو کیا ہے ؟

جواب - یہ مسیح موعود کا فریب نہیں - بلکہ آپ کا فریب ہے - دیکھئے - ابھی میں اس فریب کی قلعی کھولتا ہوں - اس میں مصنف صاحب نے یہ دجل کیا ہے - کہ کشتی نوح کے ص۱۶ میں چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں - ان چاروں بھائیوں کے ثبوت میں ایک تاریخ کا حوالہ پیش کیا ہے - جس سے محض دھوکہ دہی کیلئے مصنف نے حضرت مسیح موعود کی عبارت میں ملا دیا ہے - حالانکہ حضرت مسیح موعود کی کسی عبارت سے بھی یہ ثابت نہیں ہو سکتا - کہ حضرت مسیح عیسیٰ باپ سے پیدا ہوئے تھے - پھر . . . حضرت مسیح موعود اپنی کتاب مواہب الرحمن صفحہ ۷۰ تا ۷۸ میں مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے کے دلائل تحریر فرماتے ہیں - جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :-

ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحییٰ قد ولدا علی طریق خرق العادة - کہ ہمارے عقائد میں یہ بات داخل ہو - کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ خارق عادت کے طور پر پیدا ہوئے - پھر فرماتے ہیں - فاول ما فعل لهذا الارادة هو خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرة المجردة - کہ پہلی بات جو خدا تعالےٰ نے یہود کو ذلیل اور مخذول کرنے کے لئے اختیار کی وہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے اپنی قدرت مجردہ کے ساتھ پیدا کرنا تھا - پھر فرماتے ہیں - اما ان یقال ان عیسیٰ خلق من کلمة اللّٰہ العلام او یقال ونعوذ باللّٰہ انہ من الحرام -

کہ دو ہی باتیں ہیں - یا تو یہ کہا جائے - کہ حضرت عیسیٰ اللّٰہ تعالےٰ کے کلمہ سے پیدا ہوئے ہیں - یا نعوذ باللّٰہ یہ مانا جائے کہ حرام سے - پس جب کہ آپ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے مان رہے ہیں - اور ان کا بے باپ ماننا عقائد میں داخل کرتے ہیں - تو پھر کسی اور شخص کی عبارت کو جو حضرت صاحب نے حاشیہ میں نقل کی ہے پیکر لکھ دینا - کہ آپ لم یمسسنی بشر کے منکر ہیں - بے شرمی اور مکاری نہیں تو اور کیا ہے - اور قرآن مجید کی آیت لا تکتموا الحق کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے -

حضرت مسیح موعود کی عبارت میں باپ کا لفظ موجود نہیں - کہ وہ پانچوں بھائی حقیقی تھے - اور یوسف اور مریم کی اولاد تھے - بلکہ آپ کی عبارت میں اکیلا ماں ہی کا لفظ آیا ہے - کہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے تھے - اور حاشیہ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں ملاحظہ ہو کشتی نوح حاشیہ ص۱۶ کے - "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں - یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں - یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی - چار بھائیوں کے نام یہ ہیں - یہودا - یعقوب - شمعون - یوزس اور دو بہنوں کے نام یہ تھے - آسیا - لوڈیا دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گایلز مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶ -

پس کیا یہ حوالہ اس بات کو صاف نہیں بتلاتا کہ پانچوں بھائی یہ سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں - ایک اور شخص کی کتاب سے نقل پیش کر دیئے ہیں نہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی طرف سے لکھ دیئے ہیں ٭

شمس سیکھوانی

خریداران اخبار الحکم

مہربانی کرکے بقایا داران بقایا صاف کر کے الحکم کو مشکور فرماویں - تمام بقایا ۳۱ اکتوبر تک وصول ہو جانا چاہیئے - خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں - ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ سنی جائیگی ٭

مینیجر الحکم

ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی

۱- مکتوب بنام لالہ بیگ

زادنا اللہ وایاکم حمیتہ الاسلام - عرصہ تخمیناً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی ہے - کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں صرف کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی نہیں ہوتے - بلکہ چاہتے ہیں - کہ اسلامیہ احکام بالکل دور ہو جائیں - اور اسلام اور اہل اسلام کا کچھ اثر نہ رہے - اور اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے - کہ اگر کوئی مسلمان شعار اسلامی کو ظاہر کرتا ہے - تو قتل کیا جاتا ہے - گائے کا ذبح کرنا ہندوستان میں اسلام کا بڑا شعار ہے - کفار جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں - مگر گائے ذبح کرنے پر ہرگز راضی نہ ہوں گے - سلطنت کے ابتدا ہی میں اگر مسلمانی نے رواج پالیا - اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کر لیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ اگر توقف ہو گیا - تو مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جائے گا - الغیاث - الغیاث - الغیاث - دیکھئے کون صاحب دولت اس سعادت کو حاصل کرتا ہے - اور کون بہادر اس دولت کو چھین لے جاتا ہے - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو فضل العظیم ثبتنا اللہ وایاکم علیٰ متابعتہ سید المرسلین وعلیٰ الہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا مکتوب نمبر ۸۱ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ترجمہ اردو مطبوعہ لاہور ص ۱۷۹

۲- بنام شیخ فرید صاحب

"جس نے اہل کفر کو عزیز رکھا - اس نے اہل اسلام کو خوار کیا" اپنی مجلسوں میں جگہ دینا - اور ان کی ہمنشینی کرنا - اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا سب اعزاز میں داخل ہے - اگر کوئی دنیاوی غرض ان کے متعلق ہو - جو ان کے بغیر حاصل نہ ہوتی ہو - تو پھر بھی بے اعتنائی کے طریق کو مدنظر رکھ کر بقدر ضرورت ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہیئے - اور کمال اسلام تو یہ ہے - کہ اس دنیاوی غرض سے درگذر کریں - اور ان کی طرف نہ جائیں - حق تعالےٰ نے اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے - پس ان خدا اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا بڑا بھاری گناہ ہے کم سے کم ضرر ان کی ہمنشینی اور ملنے جلنے میں یہ ہے - کہ احکام شرعی کے جاری کرنے اور کفر کی رسموں کو مٹانے کی طاقت مغلوب ہو جاتی ہے - اور دوستی کا حیا اس کا مانع ہو جاتا ہے - اور یہ ضرر حقیقت میں بڑا ضرر ہے - سہ

خواجہ پندارد کہ مرد واصل است
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ دور ہونے کا باعث یہی ہے - کہ اہل کفر اس ملک کے بادشاہوں کیساتھ ہمنشیں ہیں - بادشاہوں کو کیا لائق ہے - کہ جزیہ لینے سے منع کریں - ان سے کچھ پوچھنا اور اس کے موافق عمل کرتے ہیں - ان دشمنوں کی کمال عزت ہے - بھلا جو کوئی ان سے ہمت طلب کرے - اور ان کے ذریعہ دعا مانگے - وہ کیا فائدہ دے گی - جیسا کہ حق تعالےٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے - وما دعاء الکافرین الا فی ضلال - قبولیت کا یہاں کیا احتمال ہے؟ کہ اس قدر فساد ضرور لازم آتا ہے - کہ ان کی عزت بڑھ جاتی ہے - اگر یہ دعا بھی کریں گے - تو اپنے بتوں کو درمیان میں وسیلہ لائیں گے - تو خیال کرنا چاہئے کہ یہ معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے - اور مسلمانی

کی بو بھی سینے نہیں دیتا۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ جب تک تم میں سے کوئی دیوانہ نہ ہو جاوے۔ مسلمانی تک نہیں پہنچتا۔ اس دیوانہ پن سے مراد یہ ہے۔ کہ کلمۂ اسلام کے بلند کرنے کے لئے اپنے نفع وضرر سے درگذر کیا جائے مسلمانی کے ساتھ جو کچھ ہو جائے۔ ہونے دو۔ اگر اس کے ساتھ کچھ نہ ہو۔ تو کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ مسلمانی خدائے تعالیٰ اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضامندی ہے۔ اور رضائے (ص۲۷۶) سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ رضینا باللہ تعالیٰ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نبیاً و رسولاً۔ دیکھو مکتوب نمبر ۱۶۲ ص۲۷۶

۴- فاضل مترجم قاضی عالم دین لکھتے ہیں۔ کہ جہانگیر بادشاہ سخت بیمار پڑ گیا تھا۔ زندگانی کی کچھ امید باقی نہ رہی تھی۔ آخر حضرت مجدد ہی کی دعا سے خدا نے بادشاہ کو شفا عطا فرمائی۔ تو وہ آخر آپ کے قدموں پر گر کر سلسلہ طریقت میں داخل ہوا۔ اور یہ احکام شرعی جاری کئے گئے:

۱- سجدہ دربار سے بالکل موقوف کر دیا گیا۔ ۲ گاؤکشی میں آزادی دی گئی۔ گوشت بر سر بازار بکنا شروع ہوا۔ ۳- پادشاہ اور ارکان دولت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازے پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی اور کباب تیار ہوئے۔ اسی طرح آگے بھی احکام کی تفصیل ہے۔ دیکھو دیباچہ اردو مکتوبات ص۳۲

خاکسار غلام حسین خادم

بقیہ صفحہ ۲

اور تاکیدی خطوط لکھتے لکھتے کلارکوں کے قلم گھس گئے دواتوں کی سیاہی ختم ہو گئی۔ اور ہاتھ رہ گئے۔ پر ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوا۔ رنڈیوں اور شہدوں کی بھرتی کے باوجود بھی کانگرس کے لئے ایک کروڑ ممبر نہ پہونچ سکے۔ اور بیس لاکھ چرخے تین مہینوں میں تو کجا تین سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتے۔

وسط جولائی میں مہاتما جی نے عوام کو یہ دلارا دیا۔ کہ اگر غیر ملکی کپڑا اتار کر جلا ڈالو۔ اور اسے ہاتھ بھی نہ لگاؤ۔ تو ۳۰ ستمبر تک سوراج مل جائے گا۔ پہلے ایک سال کا وعدہ تھا۔ اور آخری تاریخ ۳۱ اگست تھی۔ کہ جب آسمان سے ہوائی جہاز نازل ہونے کو تھا۔ مگر سادہ لوح عوام کی آسمان کی دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں مگر سوراج نہ تو ۳۱ اگست کو اور نہ ۳۰ ستمبر یا یکم اکتوبر کو بھی ہویدا نہ ہوا۔ اب مہاتما جی نے ۱۹۲۲ء سے پہلے پہلے سوراج دلانے کا اقرار کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اب ترک موالات سے وہ دست بردار ہونے کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے مقصود میں کامیابی نہیں ہوئی ہے:

ننکانہ صاحب کے مقدمہ کا فیصلہ

لاہور ۱۴- اکتوبر مسٹر اے کیمپ سشن جج نے آج ۱۲ اکتوبر کو ننکانہ صاحب کے مقدمہ کے ضمن میں مہنت و دیگر ملزمین کو پھانسی کا حکم سنایا ہے۔ ۸ ملزمین کو کالے پانی کی سزا دی گئی۔ و دیگر ملزمین کو ۷-۷ سال کی قید بامشقت کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ باقی ملزمین کو رہا کر دیا گیا ہے۔ عدالت کے کمرہ میں جج اور پولیس افسروں کے سوا اور کوئی آدمی حاضر نہ تھا۔ وکیل بھی حاضر عدالت نہ ہوا۔ فاضل جج نے فلسکیپ کاغذ کے ۳۶ صفحوں میں اپنا فیصلہ دیا ہے: